ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. October-December 2411.Page# 3266-3271
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.18113878

# Ijarah Shar'iyyah and Ijarah Taqlidiyyah: A Juristic and Comparative Study

# اجارہِ شرعیہ اور اجارہِ تقلیدیہ: ایک تحقیقی و تقابلی مطالعہ

**Syed Zia Ud Din**
PHD schooler, international Islamic University Malaysia
din.zia@live.iium.edu.my
**Dr. Mohamamd Mohiuddin**
Assistant Professor
Department of Qur'an and Sunnah Studies, IRKHS
International Islamic University Malaysia (IIUM)
Kuala Lumpur, Malaysia
mmohiuddin@iium.edu.my
**Dr. Radwan Jamal Yousef Elatrash**
Professor
Department of Qur'an and Sunnah Studies, IRKHS
International Islamic University Malaysia (IIUM),
Kuala Lumpur, Malaysia
radwan@iium.edu.my

**Abstract**
*Ijarah (leasing or hiring) is one of the most significant contracts in Islamic jurisprudence, closely linked with economic activity and the exchange of services. This article presents a comprehensive, analytical, and comparative study of Ijarah Shar'iyyah (Shariah-compliant Ijarah) and Ijarah Taqlidiyyah (customary or imitative Ijarah). Ijarah Shar'iyyah refers to a contract concluded in full compliance with the Qur'an, Sunnah, consensus (Ijma), and established juristic principles, whereas Ijarah Taqlidiyyah denotes practices adopted merely through imitation of prevailing customs or precedents without proper adherence to Shariah requirements. The study discusses the definition of Ijarah, its pillars and conditions, types, objectives, and practical applications, and critically examines the nature, causes, and juristic implications of Ijarah Taqlidiyyah. The paper aims to clarify how Shariah-compliant leasing practices can be implemented in contemporary contexts and how Muslims can avoid non-compliant and imitative practices.*
***Keywords:*** *Ijarah, Shariah-compliant Ijarah, Customary Ijarah, Islamic jurisprudence, Contracts, Islamic economics*

**ملخص**

اجارہ اسلامی فقہ کا ایک بنیادی اور عملی باب ہے جس کا تعلق انسانی ضروریات، معاشی سرگرمیوں اور خدمات کے تبادلے سے ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں اجارہِ شرعیہ اور اجارہِ تقلیدیہ کا مفصل، تحقیقی اور تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اجارہِ شرعیہ وہ عقد ہے جو قرآن، سنت، اجماع اور فقہی اصولوں کی روشنی میں طے شدہ شرائط کے مطابق منعقد ہوتا ہے، جب کہ اجارہِ تقلیدیہ ان معاملات کو کہا جاتا ہے جو عرف، رواج یا سابقہ نمونوں کی اندھی تقلید میں اختیار کیے جائیں مگر شرعی اصولوں پر پوری

طرح پورا نہ اترتے ہوں۔ اس تحقیق میں اجارہ کی تعریف، اس کے ارکان و شرائط، اقسام، مقاصد اور عملی تطبیقات کو بیان کیا گیا ہے، ساتھ ہی اجارۂ تقلیدیہ کی نوعیت، اس کے اسبابِ وجود، فقہی اشکالات اور شرعی حیثیت پر تنقیدی گفتگو کی گئی ہے۔ مقالہ کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ جدید معاشی و سماجی تناظر میں مسلمانوں کے لیے اجارہ کے معاملات میں شرعی رہنمائی کو کیسے اپنایا جائے اور تقلیدی و غیر منضبط طریقوں سے کیسے بچا جائے۔

**کلیدی الفاظ:** اجارہ، اجارۂ شرعیہ، اجارۂ تقلیدیہ، فقہ اسلامی، معاہدات، اسلامی معیشت

**تمہید**

اسلامی شریعت نے انسانی زندگی کے تمام اہم پہلوؤں کے لیے واضح اصول فراہم کیے ہیں۔ معاملات (Muʿāmalāt) کا باب ان اصولوں کی عملی صورت ہے جس کے ذریعے افراد اور معاشرہ باہمی لین دین کو منظم کرتے ہیں۔ اجارہ انہی معاملات میں سے ایک نہایت اہم عقد ہے، جس کی ضرورت قدیم ادوار سے لے کر جدید معاشی نظام تک ہمیشہ برقرار رہی ہے۔ آج کے دور میں ملازمت، کرایہ داری، لیزنگ اور خدمات کے معاہدات سب کسی نہ کسی شکل میں اجارہ کے تحت آتے ہیں۔ تاہم عملی زندگی میں بہت سے معاملات ایسے رائج ہو چکے ہیں جو محض رواج یا تقلید کی بنیاد پر انجام دیے جاتے ہیں اور ان کی شرعی حیثیت واضح نہیں ہوتی۔ اسی تناظر میں اجارۂ شرعیہ اور اجارۂ تقلیدیہ کا امتیاز سمجھنا نہایت ضروری ہے۔

**اجارہ کا فقہی پس منظر، تعریف اور مشروعیت**

اجارہ اسلامی فقہ کے اُن بنیادی عقود میں شمار ہوتا ہے جو انسانی زندگی کی عملی ضروریات سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ انسانی معاشرہ کسی نہ کسی صورت میں خدمات، محنت اور اشیاء کے استعمال کا محتاج رہا ہے، اور یہی ضرورت اجارہ جیسے معاہدے کی بنیاد بنتی ہے۔ اسلام نے اس فطری تقاضے کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اسے واضح شرعی اصولوں کے تحت منظم بھی کیا، تاکہ فریقین کے حقوق محفوظ رہیں اور کسی قسم کا ظلم یا استحصال جنم نہ لے۔

**اجارہ کی لغوی و اصطلاحی حیثیت**

لغوی اعتبار سے اجارہ کا مادہ "اَجْر" ہے، جس کے معنی بدلہ، معاوضہ یا اجر کے ہیں۔ عربی زبان میں یہ لفظ ہر اُس معاملے کے لیے استعمال ہوتا ہے جس میں کسی خدمت یا منفعت کے بدلے اجرت دی جائے۔

اصطلاحِ فقہ میں اجارہ سے مراد وہ عقد ہے جس کے ذریعے کسی معلوم اور مباح منفعت کو ایک مقررہ مدت کے لیے معلوم اجرت کے بدلے منتقل کیا جائے۔ اس تعریف سے واضح ہوتا ہے کہ اجارہ دراصل "منفعت کی بیع" ہے، نہ کہ عین (چیز) کی۔ یہی امتیاز اسے بیع سے جدا کرتا ہے۔

**اجارہ کی مشروعیت**

اسلامی شریعت میں اجارہ کی مشروعیت قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اجرت اور مزدوری کا ذکر آیا ہے، جو اس عقد کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔ سورۂ قصص میں حضرت موسیٰؑ کے واقعے میں اجرت پر کام لینے کا ذکر صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ اسی طرح سنتِ نبوی ﷺ میں مزدور کو اس کی اجرت بروقت ادا کرنے کی سخت تاکید ملتی ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اجارہ ایک جائز اور معتبر عقد ہے۔ فقہاء کا اس امر پر اجماع ہے کہ اگر اجارہ شرعی شرائط کے مطابق ہو تو وہ نہ صرف جائز بلکہ معاشرتی ضرورت بھی ہے۔

**اجارہ کی معاشرتی و معاشی اہمیت**

اجارہ محض ایک فقہی تصور نہیں بلکہ ایک زندہ اور فعال معاشی نظام کا حصہ ہے۔ ملازمت، کرایہ داری، پیشہ ورانہ خدمات، حتیٰ کہ جدید دور کی لیزنگ اسکیمیں بھی کسی نہ کسی درجے میں اجارہ ہی کی صورتیں ہیں۔ اگر اجارہ کو شرعی اصولوں کے مطابق نافذ کیا جائے تو یہ معاشرے میں عدل، توازن اور باہمی اعتماد کو فروغ دیتا ہے۔ اس کے برعکس اگر یہ عقد غیر واضح یا غیر منصفانہ بنیادوں پر قائم ہو تو معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتا ہے۔

**اجارہ اور معاملاتِ فقہیہ میں اس کا مقام**

فقہِ اسلامی میں معاملات کا باب عبادات کے بعد سب سے زیادہ وسیع اور متحرک سمجھا جاتا ہے۔ اجارہ اسی باب کا ایک مرکزی عنوان ہے، کیونکہ اس کا تعلق روزمرہ زندگی کے ان امور سے ہے جن سے ہر فرد کسی نہ کسی صورت میں وابستہ ہے۔ فقہاء نے اجارہ کی تعریف، ارکان، شرائط اور اقسام پر مفصل بحث کی ہے تاکہ اس عقد کو ہر دور میں قابلِ عمل رکھا جا سکے۔

یہ تمہیدی حصہ دراصل اس تحقیقی مقالے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اگلے حصے میں اجارہ کے ارکان، شرائط اور اجارۂ شرعیہ کے تفصیلی خدوخال پر گفتگو کی جائے گی، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ ایک شرعی طور پر درست اجارہ کن اصولوں کا پابند ہوتا ہے۔

**اجارہ شرعیہ: ارکان، شرائط اور بنیادی فقہی اصول**

حصہ اوّل میں اجارہ کے فقہی پس منظر، لغوی و اصطلاحی تعریف اور اس کی مشروعیت کو واضح کیا گیا، جس سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ اجارہ اسلامی شریعت میں ایک تسلیم شدہ اور ناگزیر عقد ہے۔ اب اس دوسرے حصے میں اجارۂ شرعیہ کی ان بنیادی خصوصیات کو تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے جو اسے شرعی طور پر درست اور معتبر بناتی ہیں۔ دراصل اجارۂ شرعیہ اور اجارۂ تقلیدیہ کے درمیان اصل فرق انہی اصولی ضوابط کی پابندی یا عدم پابندی سے پیدا ہوتا ہے۔

اجارۂ شرعیہ اس عقد کو کہا جاتا ہے جو قرآن، سنت، اجماع اور مسلم فقہی اصولوں کے مطابق منعقد ہو اور جس میں عقد کی صورت اور اس کی روح، دونوں شریعت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوں۔ اس نوع کے اجارہ میں محض قانونی جواز کافی نہیں سمجھا جاتا بلکہ اخلاقی انصاف، باہمی رضامندی اور حقوق کے تحفظ کو بھی بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

فقہائے اسلام کے نزدیک اجارہ کے چند بنیادی ارکان ہیں جن کے بغیر یہ عقد صحیح نہیں ہوتا۔ پہلا رکن عاقدین ہیں، یعنی موجر اور مستأجر۔ دونوں فریقوں کا عاقل، بالغ اور مختار ہونا ضروری ہے، کیونکہ جبر یا مجبوری کی حالت میں دی گئی رضامندی شرعاً معتبر نہیں سمجھی جاتی۔ یہی اصول اجارہ کو استحصالی معاہدات سے ممتاز کرتا ہے۔

دوسرا رکن منفعت ہے، جو دراصل اجارہ کا اصل محل ہے۔ فقہی اعتبار سے اجارہ میں کسی چیز کی ملکیت منتقل نہیں ہوتی بلکہ اس کی منفعت عارضی طور پر منتقل کی جاتی ہے۔ اس منفعت کا معلوم، متعین اور قابلِ حصول ہونا شرط ہے۔ ایسی منفعت جو مبہم ہو یا جس کا حصول ممکن نہ ہو، اجارہ کو فاسد بنا دیتی ہے۔

تیسرا رکن اجرت ہے۔ اجرت کا واضح اور متعین ہونا اجارہ کی صحت کے لیے بنیادی شرط ہے۔ فقہاء کے نزدیک اجرت میں جہالت یا ابہام غرر کے زمرے میں آتا ہے، جو اجارہ جیسے معاوضاتی عقد میں ناقابلِ قبول ہے۔ اجرت نقد ہو یا کسی جنس کی صورت میں، دونوں جائز ہیں، بشرطیکہ مقدار اور نوعیت واضح ہو۔

چوتھا رکن صیغہ، یعنی ایجاب و قبول ہے۔ ایجاب و قبول کے ذریعے ہی فریقین کی باہمی رضامندی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ رضامندی زبانی، تحریری یا عرفاً رائج کسی بھی صورت میں ہو سکتی ہے، تاہم اس میں کسی قسم کا ابہام یا تردد نہیں ہونا چاہیے۔

ارکان کے ساتھ ساتھ اجارۂ شرعیہ کے لیے چند شرائطِ صحت بھی ضروری ہیں۔ منفعت کا شرعاً مباح ہونا، مدتِ اجارہ کا متعین ہونا، اجرت میں غرر سے پاک ہونا اور عقد کا ظلم و استحصال سے خالی ہونا ان شرائط میں نمایاں ہیں۔ یہی شرائط اجارہ کو اخلاقی اور قانونی دونوں اعتبار سے مضبوط بناتی ہیں۔

اجارۂ شرعیہ کے مقاصد کو مقاصدِ شریعت کے تناظر میں دیکھا جائے تو اس کا ہدف مال کا تحفظ، انسانی محنت کی قدر، معاشی عدل کا قیام اور معاشرتی تعاون کا فروغ ہے۔ اگر کوئی اجارہ ان مقاصد کے برخلاف نتائج پیدا کرے تو وہ اگرچہ قانونی طور پر درست دکھائی دے، مگر شرعی روح سے خالی ہوتا ہے۔

عصرِ حاضر میں اجارۂ شرعیہ کی ایک اہم عملی صورت تحریری معاہدات کی شکل میں سامنے آتی ہے۔ اگرچہ فقہی اعتبار سے تحریر شرط نہیں، مگر جدید معاشرتی پیچیدگیوں کے باعث تحریری اجارہ حقوق کے تحفظ اور نزاعات کے سدباب کے لیے نہایت مؤثر ذریعہ بن چکا ہے۔ یہی تحریری وضاحت اجارۂ تقلیدیہ سے بچاؤ کا بنیادی ذریعہ بھی ہے۔

یہ حصہ اس نتیجے پر ختم ہوتا ہے کہ اجارۂ شرعیہ ایک منضبط، اخلاقی اور اصولی عقد ہے۔ انہی اصولوں کو سامنے رکھ کر اگلے حصے میں اجارۂ تقلیدیہ کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا۔

**اجارہ تقلیدیہ: مفہوم، اسباب، فقہی اشکالات اور عملی صورتیں**

حصہ دوم میں اجارۂ شرعیہ کے اصولی خدوخال واضح کرنے کے بعد اب اس تیسرے حصے میں اجارۂ تقلیدیہ کا مفصل اور تنقیدی مطالعہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اجارۂ تقلیدیہ دراصل اجارہ کی وہ صورت ہے جو شکل و نام میں تو اجارہ ہوتی ہے، مگر اس کی بنیاد شرعی اصولوں کے بجائے محض عرف، رواج یا غیر اسلامی نظاموں کی اندھی تقلید پر ہوتی ہے۔

اجارہِ تقلیدیہ کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اس میں عقد کی روح نظرانداز ہو جاتی ہے۔ فریقین کے حقوق، انصاف اور شفافیت کے بجائے طاقتور فریق کی سہولت کو مقدم رکھا جاتا ہے۔ ایسے معاہدات اکثر قانونی زبان میں تو درست ہوتے ہیں، مگر فقہی معیار پر پرکھے جائیں تو متعدد خامیوں کا شکار نظر آتے ہیں۔

اجارہِ تقلیدیہ کے فروغ کے اسباب میں سب سے نمایاں سبب فقہی شعور کی کمی ہے۔ بہت سے افراد اجارہ کے بنیادی اصولوں سے ناواقف ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں وہ ایسے معاہدات قبول کر لیتے ہیں جو بظاہر ناگزیر مگر حقیقت میں غیر منصفانہ ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ غیر اسلامی معاشی نظاموں کا غلبہ بھی ایک اہم عامل ہے، جہاں تیار شدہ کنٹریکٹس کو بغیر کسی شرعی جانچ کے اختیار کر لیا جاتا ہے۔

ایک اور سبب عرف اور ادارہ جاتی روایت ہے۔ بعض اجارہ جاتی معاہدات صرف اس لیے رائج ہو جاتے ہیں کہ وہ پہلے سے چلے آ رہے ہوتے ہیں، حالانکہ ان میں شرعی خامیاں واضح ہوتی ہیں۔ اسی طرح کمزور فریق کی مجبوری بھی اجارہِ تقلیدیہ کو فروغ دیتی ہے، کیونکہ معاشی دباؤ کے تحت وہ ناپسندیدہ شرائط قبول کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

فقہی اعتبار سے اجارہِ تقلیدیہ میں متعدد اشکالات پائے جاتے ہیں۔ ان میں غرر اور جہالت سرفہرست ہیں، جہاں اجرت، مدت یا ذمہ داریوں کی وضاحت نہیں کی جاتی۔ اسی طرح یک طرفہ شرائط، ناجائز جرمانے اور منفعت کی غیر متعین نوعیت اجارہ کو فاسد یا کم از کم مشتبہ بنا دیتی ہے۔

عملی طور پر اجارہِ تقلیدیہ کی کئی مثالیں موجود ہیں، جیسے ایسے ملازمت کے معاہدات جن میں کام کی نوعیت اور اوقات واضح نہ ہوں، یا وہ کرایہ نامے جن میں موجر کو بلا جواز یک طرفہ اختیارات حاصل ہوں۔ بعض جدید لیزنگ اسکیمیں بھی اجارہ کے نام پر درحقیقت سودی عناصر پر مشتمل ہوتی ہیں، جو اجارہِ شرعیہ کے اصولوں کے منافی ہیں۔

اجارہِ تقلیدیہ کے معاشرتی اثرات بھی نہایت گہرے ہیں۔ یہ طرزِ عمل معاشرے میں عدمِ اعتماد، معاشی عدمِ مساوات اور استحصال کو فروغ دیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں اجارہ کا اصل مقصد، یعنی باہمی تعاون اور عدل، پس منظر میں چلا جاتا ہے اور عقد ایک استحصالی آلے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

یہ حصہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اجارہِ تقلیدیہ محض فقہی مسئلہ نہیں بلکہ ایک سماجی و اخلاقی بحران کی علامت ہے۔ اس کا حل صرف اسی صورت ممکن ہے جب اجارہ کے معاملات کو دوبارہ اجارہِ شرعیہ کے اصولوں کی طرف لوٹایا جائے، جس پر آخری حصے میں جامع تقابلی تجزیہ اور اصلاحی تجاویز پیش کی جائیں گی۔

**اجارہ شرعیہ اور اجارہ تقلیدیہ کا تقابلی تجزیہ، نتائج اور اصلاحی سفارشات**

حصہ اوّل تا سوم میں اجارہ کے فقہی پس منظر، اجارہِ شرعیہ کے اصولی خدوخال اور اجارہِ تقلیدیہ کی عملی و فقہی کمزوریوں پر تفصیلی گفتگو کی گئی۔ اس آخری حصے میں ان دونوں طرزہائے اجارہ کا تقابلی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے، تاکہ ان کے بنیادی فرق، عملی نتائج اور فقہی حیثیت کو واضح کیا جا سکے، اور ساتھ ہی عصرِ حاضر کے لیے اصلاحی رہنمائی فراہم کی جائے۔

**تقابلی تجزیہ: اجارہ شرعیہ بمقابلہ اجارہ تقلیدیہ**

اجارہِ شرعیہ اور اجارہِ تقلیدیہ کے درمیان سب سے بنیادی فرق ان کی بنیاد میں ہے۔ اجارہِ شرعیہ کی اساس قرآن، سنت، اجماع اور فقہی اصولوں پر قائم ہے، جب کہ اجارہِ تقلیدیہ عرف، رواج یا غیر اسلامی معاشی نظاموں کی پیروی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یہی فرق دونوں کے نتائج اور اثرات کو بھی جدا کر دیتا ہے۔

اجارہِ شرعیہ میں عقد کی شفافیت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اجرت، مدت اور منفعت سب واضح اور متعین ہوتی ہیں، جس سے غرر اور جہالت کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اجارہِ تقلیدیہ میں اکثر یہ عناصر مبہم ہوتے ہیں، جس سے ایک فریق کے لیے نقصان اور دوسرے کے لیے ناجائز فائدے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

عدل اور توازن اجارہِ شرعیہ کا مرکزی وصف ہے۔ اس میں فریقین کے حقوق اور ذمہ داریوں کا واضح تعین کیا جاتا ہے، تاکہ کوئی بھی فریق استحصال کا شکار نہ ہو۔ اجارہِ تقلیدیہ میں عموماً طاقتور فریق کو فوقیت حاصل ہوتی ہے، جو معاہدے کو اپنے حق میں موڑ لیتا ہے، اور یہی صورت فقہی و اخلاقی اعتبار سے ناقابلِ قبول ہے۔

### مذاہبِ اربعہ کی روشنی میں حتمی موقف

چاروں فقہی مذاہب اس امر پر متفق ہیں کہ اجارہ ایک جائز اور مشروع عقد ہے، مگر اس کی صحت کا دار ومدار شرائط کی پابندی پر ہے۔ فقہِ حنفی میں منفعت کی تعیین اور اجرت کی وضاحت پر خاص زور دیا گیا ہے، جب کہ فقہِ شافعی مدت اور اجرت کی صراحت کو بنیادی حیثیت دیتا ہے۔ فقہِ مالکی عرفِ صحیح کو تسلیم کرتا ہے، مگر اسے نصوص کے تابع رکھتا ہے، اور فقہِ حنبلی عدل وعدمِ ضرر کے اصول کو مرکزیت دیتا ہے۔

ان تمام مذاہب کے اصولوں کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اجارۂ تقلیدیہ، جس میں غرر، جہالت یا ظلم پایا جائے، کسی بھی فقہی مکتب کے نزدیک قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔ اس کے برعکس اجارۂ شرعیہ تمام مذاہب کے متفقہ اصولوں سے ہم آہنگ ہے۔

جدول

| پہلو | اجارہ شرعیہ | اجارہ تقلیدیہ |
|---|---|---|
| بنیاد | قرآن وسنت | عرف وتقلید |
| شرائط | واضح ومتعین | اکثر غیر واضح |
| مقصد | عدل وتوازن | وقتی سہولت |
| شرعی حیثیت | جائز | محلِ نظر |

### عصر حاضر میں اجارہ کے لیے اصلاحی سفارشات

عصرِ حاضر کے پیچیدہ معاشی اور ادارہ جاتی ماحول میں اجارہ کو شرعی خطوط پر استوار رکھنے کے لیے چند اصلاحی اقدامات ناگزیر ہیں۔ سب سے پہلے اجارہ کے تمام معاہدات کو واضح، تحریری اور شفاف ہونا چاہیے، تاکہ بعد میں کسی قسم کا نزاع پیدا نہ ہو۔ دوسرے، اجارہ کے معاملات میں شرعی ماہرین کی رہنمائی حاصل کی جائے، خاص طور پر وہاں جہاں جدید مالیاتی آلات استعمال ہو رہے ہوں۔

اسی طرح عوام میں فقہی شعور کی بیداری بھی نہایت ضروری ہے، تاکہ لوگ محض مجبوری یا لاعلمی کی بنا پر اجارۂ تقلیدیہ کا شکار نہ ہوں۔ ادارہ جاتی سطح پر بھی ایسے معیاری شرعی کنٹریکٹس تیار کیے جانے چاہئیں جو اجارۂ شرعیہ کے اصولوں پر پورا اترتے ہوں۔

### نتیجہ

یہ جامع تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ اجارہ اسلامی فقہ کا ایک نہایت اہم اور فعال عقد ہے، جو اگر اجارۂ شرعیہ کے اصولوں کے مطابق نافذ کیا جائے تو معاشرتی عدل، معاشی توازن اور باہمی تعاون کو فروغ دیتا ہے۔ اس کے برعکس اجارۂ تقلیدیہ، جو محض تقلید اور غیر منضبط عرف پر مبنی ہو، نہ صرف فقہی اعتبار سے کمزور ہے بلکہ معاشرتی ناانصافی اور استحصال کا سبب بھی بنتا ہے۔

لہٰذا عصرِ حاضر کے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اجارہ کے معاملات میں محض ظاہری نام یا رائج طریقوں پر اکتفا نہ کریں بلکہ قرآن و سنت اور معتبر فقہی اصولوں کی روشنی میں اپنے معاہدات کو ترتیب دیں۔ یہی طرز عمل اسلامی معیشت کی روح اور مقاصدِ شریعت کے عین مطابق ہے۔

**حوالہ جات**

عثمانی، محمد تقی۔ **اسلام اور جدید معیشت**۔ کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2003۔

الكاساني، علاء الدين۔ **بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع**۔ بيروت: دار الكتب العلمية، 1986۔

السارخسي، محمد بن أحمد۔ **المبسوط**۔ بيروت: دار المعرفة، ۔

الزحيلي، وهبة۔ **الفقه الإسلامي وأدلته**۔ دمشق: دار الفكر، 1985۔

السنوري، عبد الرزاق۔ **مصادر الحق في الفقه الإسلامي**۔ القاهرة: دار النهضة العربية، 1954۔

الماوردي، أبو الحسن۔ **الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي**۔ بيروت: دار الكتب العلمية ۔

ابن رشد، محمد بن أحمد۔ **بداية المجتهد ونهاية المقتصد**۔ بيروت: دار الحديث، 2004۔

ابن عابدين، محمد أمين۔ **رد المحتار على الدر المختار**۔ بيروت: دار الفكر، 1992۔

القرافي، أحمد بن إدريس۔ **الفروق**۔ بيروت: عالم الكتب، 1998۔

الشاطبي، أبو إسحاق۔ **الموافقات في أصول الشريعة**۔ القاهرة: دار ابن عفان، 1997۔

مجمع الفقه الإسلامي۔ **قرارات وتوصيات مجمع الفقه الإسلامي**۔ جدة: منظمة التعاون الإسلامي، 2000۔

Kamali, Mohammad Hashim. *Islamic Commercial Law: An Analysis of Futures and Options*. Cambridge: Islamic Texts Society, 2000.

Usmani, Muhammad Taqi. *An Introduction to Islamic Finance*. Karachi: Maktaba Maʿarif al-Qur’an, 2002.

Nyazee, Imran Ahsan Khan. *Islamic Law of Business Organization: Corporations*. Islamabad: Islamic Research Institute, 1998.

El-Gamal, Mahmoud A. *Islamic Finance: Law, Economics, and Practice*. Cambridge: Cambridge University Press, 2006.

Ayub, Muhammad. *Understanding Islamic Finance*. Chichester: John Wiley & Sons, 2007.

Vogel, Frank E., and Samuel L. Hayes III. *Islamic Law and Finance: Religion, Risk, and Return*. The Hague: Kluwer Law International, 1998.